آخری نبیؐ کا

آخری حج

از

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الہ الا ھو والصلوٰۃ والسلام
علی من لا نبی بعدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کو جو سنہ ۱۰ ہجری میں مدینۂ منورہ سے کیا گیا "حجۃ الوداع" کہتے ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آخری حج ادا فرمایا۔ اور صحابۂ کرام کو پوری تعلیم و تلقین کے بعد وداع اور رخصت فرمایا۔ اس آخری حج کو "حجۃ الاسلام" بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ ہجرت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہی ایک حج ادا فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت اسی سال نازل ہوئی اس سے قبل حج فرض نہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں سنہ ۹ھ میں حج فرض ہوا، بہر حال تمام و کمال کے ساتھ حج اسی سال ادا کیا گیا اور تمام مناسک و شعائر حج واضح طور پر بتلائے اور سکھلائے گئے۔

اس آخری حج کو "حجۃ البلاغ" بھی کہتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حج اور حج کے تمام متعلقات اور اسلام کے اُصول و قواعد اور اہم تعلیمات کو لوگوں تک پہونچایا اور دین کو واضح اور مکمل طور پر مخلوق کے سامنے پیش فرمایا۔ چنانچہ عرفات ہی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی :-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ٥

آج کامل کر دیا میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو اور تمام کر دیا تم پر اپنی نعمت کو اور پسند کر لیا تمھارے لیے دین اسلام کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینۂ منورہ سے مکۂ مکرمہ تشریف لاکر تین مرتبہ عمرے ادا فرمائے، اور آخری مرتبہ حج اور عمرہ دونوں ادا فرمائے تینوں عمرے ذیقعدہ میں ادا فرمائے۔ جیساکہ حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عمرہ ماہ شوال میں اور دو عمرے ماہ ذیقعدہ میں ادا ہوئے، نیز حضرت عائشہ رضؓ ہی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں عمرہ ادا کیا، اور حضرت ابن عمر رضؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ ادا کیا۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ راجح اور صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چار عمرے کیے۔ ایک حج کے ساتھ اور تین اس کے علاوہ، اور یہ تینوں عمرے ماہ ذیقعدہ میں

کیے گئے۔ (زاد المعاد)

پہلا عمرہ سنہ ۶ھ میں "عمرۂ حدیبیہ" ہے جس کو پورا کرنے سے کفار مکہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا تھا اور آپ مصالحت کر کے عمرہ سے حلال ہو گئے تھے۔

دوسرا عمرہ "عمرۂ قضا" ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد آئندہ سال سنہ ۷ھ میں عمرہ حدیبیہ کو قضا کیا گیا۔

تیسرا عمرہ "عمرۂ جعرانہ" ہے جو طائف سے واپسی کے بعد غزوۂ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت سنہ ۸ھ میں ادا کیا گیا۔

چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے قبل متعدد مرتبہ حج ادا فرمایا، لیکن ہجرت کے بعد صرف یہی آخری حج ادا فرمایا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ کے نو سال کے قیام میں حج کا ارادہ نہیں فرمایا، پھر لوگوں میں حج کی منادی کرائی گئی، اور ایک جم غفیر حج کے لیے مدینہ میں جمع ہو گیا۔" (مسلم)

"مدینۂ منورہ سے روانگی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ میں حج کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو حج کے لیے تیار ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ اور اطراف وجوانب

میں حج کا اعلان کرایا گیا۔ چنانچہ ایک جم غفیر مدینۂ منورہ میں حج کے ارادہ سے جمع ہوگیا اور بہت لوگ راستہ میں آ کر ملے غرض ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے گئے، ان کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ سے روانگی کے قبل ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں صحابۂ کرام کو حج کا طریقہ اور حج کے مناسک اور فضائل تعلیم فرمائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں:۔

"جب ذیقعدہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے مدینۂ منورہ سے روانہ ہوئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شنبہ کے روز ظہر کی نماز چار رکعت مسجد نبوی میں ادا فرمائی، اور بعد ظہر روانہ ہو کر ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور وہاں عصر کی نماز قصر کی اور دو رکعت ادا فرمائی۔ اس روز ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ تھی۔ اور ۴ ذی الحجہ کو مکۂ مکرمہ پہونچے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ سے روانگی کے قبل سر کے بالوں میں کنگھی کی اور تیل لگایا اور ازار و چادر پہنی۔" (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سواری پر سفر کیا اس کا کجاوہ پرانا اور بوسیدہ تھا اور اس پر ایک گدڑی پڑی ہوئی تھی جس کی قیمت چار درہم بھی نہ ہوگی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرما رہے تھے۔

حجۃ لا ریا فیھا ولا سمعۃ   وہ حج نصیب فرما جس میں نہ ریا ہو نہ شہرت"

حضرت بشیر بن قدامہ فرماتے ہیں:۔

"میری ان آنکھوں نے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات کے میدان میں دیکھا، آپ لوگوں کے درمیان سرخ چھوٹی سی اونٹنی پر سوار تھے جس پر ایک گدڑی بچھی ہوئی تھی اور آپ ارشاد فرما رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجعلھا حَجَّۃً غَیْرَ رِیَاءٍ   الٰہی اس کو ایسا حج بنا جس میں نہ ریا ہو

وَلَا سُمْعَۃٍ   اور نہ شہرت۔

اور لوگ بتلاتے تھے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں کوئی خصوصی امتیاز نہ تھا جس سے از خود لوگ یہ سمجھتے کہ یہ حضور اقدس کی سواری ہے بلکہ آپ اپنے صحابہ کے اس قدر ہمنوا اور مساوی تھے کہ اجنبی کو بتلانے کی ضرورت پیش آتی تھی کہ "یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم"۔

ذوالحلیفہ میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ پہونچکر عصر کی نماز قصر دو رکعت ادا فرمائی، پھر مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور رات ذوالحلیفہ میں بسر فرمائی اور صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا:۔

"رات میرے پاس قاصد خداوندی آیا اور یہ پیام لایا کہ تم اسوقت ایک مبارک میدان میں ہو، اس مبارک جگہ نماز پڑھو اور عمرہ کو حج میں ملاؤ۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر بھی ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی اور بعد ظہر احرام باندھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

تمام ازواج مطہرات جن کی تعداد نو تھی اس سفر حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں چنانچہ آپنے اس شب سب سے مباشرت فرمائی اور ایک مرتبہ غسل جنابت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس وقت اور کس جگہ احرام باندھا اسمیں صحابۂ کرام کے اقوال مختلف ہیں، بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذی الحلیفہ سے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔"

اور بعض صحابہ فرماتے ہیں۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سواری پر سوار ہوئے اور سواری کھڑی ہوئی اس وقت احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔"

اور بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ :۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب " بیداء " پہونچے اسوقت احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔"

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں :۔

" میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی کی خدمت میں عرض کیا تعجب ہو کہ صحابہ کو اس امر میں اختلاف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ احرام باندھا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا :۔

" میں اس معاملہ میں خوب واقف ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج کیا ہے، اسی وجہ سے ناقلین میں اختلاف ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھا، جن لوگوں نے اسکو سنا انھوں نے اسکو محفوظ رکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جب وہ کھڑی ہوئی تو آپ نے بآواز تلبیہ پڑھا، بعض لوگوں نے اسوقت آپ سے تلبیہ سنا۔ مجمع کی

کثرت، آمد و رفت اور اژدہام کی وجہ سے انھیں اسی وقت حضور کے تلبیہ کی خبر ہوئی چنانچہ یہ سمجھے کہ حضور نے اسی وقت احرام باندھا ہے اور یہی انھوں نے دوسروں سے نقل کیا کہ جب سواری مبارک کھڑی ہوئی اس وقت حضور اقدس نے احرام باندھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے۔ جب "بیداء" پر چڑھے تو باواز تلبیہ پڑھا، جن لوگوں نے اسوقت حضور سے تلبیہ سُنا وہ یہ سمجھے کہ حضور اقدسؐ نے اسوقت احرام باندھا اور یہی انھوں نے نقل کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "بیداء" پر چڑھے اسوقت احرام باندھا، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد احرام کی نیت کی تھی اور جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو تلبیہ پڑھا اور جب بیداء پر چڑھے تب بھی تلبیہ پڑھا۔" (احمد و بیہقی و ابو داؤد)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:-

"دیگر روایات کے مقابلہ میں جو قوی اسانید کے ساتھ ثابت ہیں ابن عباس کی یہ روایت ضعیف سند والی ہو لیکن اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے تمام مختلف اقوال کا جمع بھی ہو جاتا ہو اور اختلاف کی مجبوری بھی ظاہر ہو جاتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام قران کا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے شروع ہی سے حج و عمرہ دونوں کی نیت کی تھی اور دونوں کے لیے تلبیہ پڑھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور بعض مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بعض الفاظ کا اضافہ بھی فرمایا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ آواز بلند تلبیہ پڑھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ:۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے جبرئیل نے بتلایا کہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھو۔ یہ شعائر حج سے ہے۔" (امام احمد و بیہقی)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا، محمد! اپنے صحابہ کو حکم کرو کہ بہ آواز تلبیہ پڑھیں، یہ شعائر حج سے ہے۔" (امام احمد)

مکہ مکرمہ کا راستہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام روحاء پہونچے جو مدینۂ منورہ سے

تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے تو آپ نے ایک زخمی گورخر کو دیکھا، آپ نے فرمایا "ٹھہرو شاید اس کا مالک یعنی شکاری آجائے"۔ تھوڑی دیر میں شکاری آگیا اور اس نے عرض کیا "یارسول اللہ یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمایا۔ "اس کو رفقاء میں تقسیم کردو"۔ (زاد المعاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام اثابہ پہونچے جو مقام رویثہ اور منزل عرج کے درمیان ہے تو ایک پچھڑے ہوئے ہرن کو دیکھا جو سایہ میں بیٹھا تھا اور اس کے تیر پیوست تھا۔ آپ نے ایک شخص کو وہاں کھڑا کردیا تاکہ رفقاء میں سے کوئی اس کو پریشان نہ کرے۔ (زاد المعاد) گورخر میں چونکہ مالک آگیا تھا اور شکاری غیر محرم تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ اور ہرن کا چونکہ مالک معلوم نہ تھا اس لیے آپ نے اس سے احتیاط فرمائی اور اس کی حفاظت کی۔

جب منزل عرج پر پہونچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام پیچھے رہ گیا تھا، وہ اونٹ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا سامان سفر تھا غلام کے ساتھ تھا، کچھ دیر انتظار کے بعد غلام پہونچا، سامان کا اونٹ اس کے ساتھ نہ تھا، حضرت ابوبکر رضؓ نے دریافت فرمایا۔ "اونٹ کہاں ہے"؟ غلام نے کہا "گم کردیا" حضرت ابوبکر رضؓ اٹھے اور غلام کو تنبیہ کے طور پر مارنے لگے، صدیق اکبر کو اس بات کی ندامت اور خفت تھی کہ رسول اللہ کا سامان سفر ان کے غلام نے گم کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرمارہے تھے اور ارشاد فرمارہے تھے:۔

انظروا الیٰ ھذا المحرم ما یصنع ؛ اس محرم کو تو دیکھو کیا کر رہا ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام اَبْوا یا مقام وَدّان میں پہونچے تو صعب بن جثامہ نے گورخر خدمت نبوی میں پیش کیا۔ یہ صحیحین کی روایت ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مقام عجر میں گورخر کا ہدیہ پیش کیا جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شکار کئے جانور کا کوئی عضو تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ گورخر کی ران تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ "ہم محرم ہیں شکار کا گوشت نہیں کھا سکتے۔" اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ صعب نے آپ کے لیے شکار کیا ہے اسلیے اس شکار کے گوشت سے عذر فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی عسفان میں پہونچے تو ارشاد فرمایا:۔

"ہود اور صالح علیہما السلام اس وادی سے دو سرخ اونٹوں پر گذرے ان کی لگام کھجور کی تھی۔ ان کے ازار پشمینی عبا تھے اور ان کی چادریں گدڑیاں تھیں، اور حج کے لیے تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ (امام احمد)

مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی ازرق پہونچے تو فرمایا:۔

"میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اس وادی میں گزر رہے تھے اور دونوں کانوں میں انگلیاں دے کر لبیک پکار رہے تھے۔"

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت آئی ہے لیکن اس میں وادی کی تعین نہیں، بخاری

کے الفاظ یہ ہیں کہ فرمایا:۔

"گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو وادی سے اُتر رہے ہیں اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موضع سرف پہونچے جہاں سے مکہ مکرمہ ایک منزل رہ جاتا ہے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کو حیض آنے لگا، وہ سخت مغموم ہوئیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کیوں رو رہی ہو شاید حیض آنے لگا" عرض کیا "ہاں"۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا۔ "غمگین مت ہو اس کو حق تعالیٰ نے دختران آدم علیہ السلام کے لیے مقرر کیا ہے۔ جو عمل حجاج کریں تم بھی کرو البتہ کعبہ شریف کا طواف نہ کرو، اس لیے کہ کعبہ شریف مسجد میں ہے اور حائضہ عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔" حضرت عائشہ رض نے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن مجبوری کی وجہ سے اسکو پورا نہ کر سکیں، پھر حالت حیض ہی میں حج کا احرام باندھ کر حج کے ارکان ادا کیے اور بعد حج عمرہ کی قضا کی۔ (مدارج النبوۃ)

مکۂ مکرمہ میں داخلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موضع ذی طویٰ پر پہونچے جو مکۂ مکرمہ کے قریب بیما واقع ہے تو قیام فرمایا اور رات ذی طویٰ میں گذاری، صبح کو نماز فجر ادا فرمائی اور دخول مکہ کے لیے غسل فرمایا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے، حضور اقدس "ثنیہ علیا" اور

"کداء" کی جانب سے جہاں مکۂ مکرمہ کا قبرستان ہو جس کو "حجون" کہتے ہیں، جب آفتاب بلند ہو گیا اس وقت مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے تاکہ اصحاب آپ کو دیکھتے رہیں اور آپ کا اتباع کرتے رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑی تو دست مبارک اٹھا کر اللہ اکبر کہا اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا ۝

الٰہی تو اس گھر کی شرافت اور عظمت اور کرامت اور ہیبت میں ترقی فرما اور جو حج اور عمرہ کرنے والوں میں سے اس کی تعظیم و تکریم کرے اسکی شرافت اور کرامت اور عظمت اور نیکی میں ترقی عطا فرما۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ۝ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّبِرًّا وَّزِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا ۝ (تاریخ ابن کثیر)

الٰہی تو ہی سلامتی ہو اور تیرے ہی سے سلامتی ہے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ الٰہی اس گھر کی شرافت اور کرامت اور ہیبت اور نیکی میں ترقی کر اور حج اور عمرہ کرنے والے کی کرامت اور شرافت اور عظمت اور نیکی میں ترقی فرما۔

بیت اللہ کا طواف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہو کر سیدھے بیت اللہ پر پہونچے اور نماز تحیۃ المسجد میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ بیت اللہ کا طواف کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا اور اس کو بوسہ دیا پھر کعبہ کا طواف شروع کیا۔ طواف میں کعبہ حضورؐ اقدس کی بائیں جانب تھا۔ طواف میں کوئی مخصوص اور متعین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہو، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے تھے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥	ہمارے پروردگار دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی، اور محفوظ رکھ عذاب جہنم سے۔

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت سے قبل یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ٥	الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں معافی اور عافیت دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے پہلے تین شوط میں لپک کر جلدی جلدی چلے (اس کو "رمل" کہتے ہیں) اور اپنی چادر مبارک کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال رکھا تھا۔ اور داہنا مونڈھا کھلا ہوا تھا (اس کو "اضطباع" کہتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کے چار شوط آہستہ میانہ روی سے پورے فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف میں حجر اسود پر گذرتے تو اس لکڑی کے ساتھ جو دست مبارک میں تھی اشارہ فرمائے اور اس کو بوسہ دیتے، یہ ایک چھوٹی سی لکڑی تھی جس کا سرا مڑا ہوا تھا۔ اور اکثر اوقات حضورؐ کے دست مبارک میں رہتی تھی۔ اس وقت طواف کرتے ہوئے بھی دستِ مبارک میں تھی، اور جب رکن یمانی پر گذرتے تو دست مبارک یا اس لکڑی سے اشارہ فرماتے اور اس کو بوسہ نہ دیتے تھے۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دست مبارک سے استلام کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور اپنے چہرہ اور ہونٹوں کو اس پر رکھتے تھے اور استلام کے وقت فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور کبھی کبھی پیشانی مبارک حجر اسود پر رکھتے اور پھر بوسہ دیتے تھے۔

ذوق و لذت جو طالب عاشق کو اس جگہ کے چومنے سے حاصل ہوتی ہو جہاں حضور اقدسؐ کے لب مبارک مَس ہوئے اس کا اندازہ کوئی محبت آشنا ہی کر سکتا ہو جس کی تعبیر زبان سے ادا نہیں ہو سکتی۔ ع

"ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا بچشی"

دو جگہ ہیں جن میں کوئی تغیر نہیں ہوا اور زمانہ کے دست تصرف سے محفوظ ہیں۔ ایک حجر اسود اور دوسرے غار جبل ثور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے

وقت پوشیدہ ہوئے اور قیام فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیمؑ پر تشریف لے گئے۔

(مقام ابراہیمؑ اس پتھر کا نام ہو جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائے مبارک کے نشان ہیں، کعبہ کے سامنے جس جگہ یہ پتھر رکھا ہوا ہو اس کو بھی مقام ابراہیمؑ کہتے ہیں، اور یہی جگہ یہاں مراد ہو) اور آیتہ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ۝ (اور بناؤ تم مقام ابراہیمؑ سے نماز کی جگہ)

تلاوت فرمائی اور مقام ابراہیمؑ کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر کے دو رکعت نماز ادا فرمائی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھنے کے بعد پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور کوہِ صفا کی جانب روانہ ہوئے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ مکرمہ پہونچے تو پہلا کام آپنے یہ کیا کہ وضو فرمایا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جب حج کیا تو انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔"

(ابن کثیر از بخاری)

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے طواف اور طواف کی دو رکعت سے فارغ

ہو کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور سامنے کے دروازہ سے کوہِ صفا کی جانب روانہ ہوئے جب صفا کے قریب پہونچے تو یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ	بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں۔

پھر فرمایا۔ "جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء کی اسی سے میں بھی ابتداء کرتا ہوں"۔ پس صفا سے ابتداء کی اور اس پر اس قدر چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگا، پھر قبلہ کی جانب منھ کر کے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور کہا:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کیلیے تعریف ہے اور وہ ہر شی پر قادر ہے۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ	نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی۔ اور تنہا لشکر کو شکست دی
(وَفِيْ رِوَايَةٍ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ	(ایک روایت میں ہے) نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا یکتا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور سچا کیا، اور تنہا لشکر کو شکست دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اقدس نے یہ دعا بھی کی:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ
وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ
مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ
اِثْمٍ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا
اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ
وَلَا كَرْبًا اِلَّا كَشَفْتَهٗ وَلَا حَاجَةً
مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا
قَضَيْتَهَا

الٰہی ہم تجھ سے تیری رحمت کے ذرائع مانگتے ہیں اور وہ طریقے جن سے تیری مغفرت حاصل ہو۔ اور حفاظت ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے۔ الٰہی ہمارے لیے کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ جس کی تو نے مغفرت نہ کی ہو۔ اور نہ کوئی غم جسکو تو نے دور نہ کر دیا ہو۔ اور نہ کوئی بےچینی جسکو تو نے ہٹا نہ دیا ہو اور نہ کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجات سے جسکو تو نے پورا نہ کیا ہو۔

موطا میں حضرت ابن عمر سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر یہ دعا بھی کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ وَاَنَا اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ
لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى

الٰہی تو نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لیے قبول کروں گا اور تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔ ہم تیرے سے سوال کرتے ہیں جیسا تو نے ہمیں دین اسلام کی ہدایت کی

تَتَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ — تو اسکو ہم سے چھینا نہیں اور جب موت آئے تو ہم مسلمان ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار تکبیر و تہلیل مذکورہ کہی اور ان کے درمیان دعا کی۔ پھر صفا سے اُتر کر مروہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب وادی میں دمیلین اخضرین کے درمیان) پہونچے تو ذرا دوڑ کر چلے۔ پھر وادی سے نکل کر آہستہ چلے اور مروہ پر پہونچے ایک روایت میں ہو کہ راستہ میں آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ — پروردگار مغفرت فرما اور رحم فرما بیشک تو بڑی عزت بڑے کرم والا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروہ پر اس قدر چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر جو اذکار اور دعائیں صفا پر پڑھی تھیں وہی مروہ پر بھی پڑھیں، اسی طرح سات پھیرے کیے اور ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوا۔ (تاریخ ابن کثیر و مدارج النبوۃ)

مکۂ مکرمہ میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف اور سعی سے فارغ ہو گئے تو سوار ہو کر "موضع ابطح" میں نزول فرمایا جو مکۂ مکرمہ سے مشرق کی جانب ہو، تمام رفقاءِ سفر آپکے ساتھ تھے جن کی مجموعی تعداد ایک روایت کے موافق ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی، اور ایک روایت میں ہو کہ ایک لاکھ چودہ ہزار تھی، اور ایک روایت میں ہو کہ نوّے ہزار تھی۔ اور قول اول اصح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر اتوار کا بقیہ دن، اور پیر، منگل، بدھ پورا گذارا۔ اور جمعرات کو صبح کی نماز بھی یہاں ادا فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ابطح میں پہونچے اور دو رکعت نماز ظہر ادا فرمائی۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موضع ابطح میں حاضر ہوا۔ آپ ایک سرخ قبہ میں مقیم تھے جو غالباً چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ حضرت بلال قبہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنے چہروں پر ملا حضرت بلال نے اذان کہی کبھی چہرے کو داہنی طرف پھیرتے اور کبھی بائیں طرف، پھر میں نے نیزہ کو سترہ کی غرض سے ایک جگہ زمین پر گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ پر سرخ جُبّہ یا حُلّہ تھا۔ گویا میں آج بھی آپ کی پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نیزہ کو سترہ بنا کر ظہر یا عصر کی نماز دو رکعت ادا فرمائی۔ پھر مدینۂ منورہ پہونچنے تک نماز قصر ہی پڑھتے رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگ اٹھے اور آپ کے دست مبارک کو اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ میں نے بھی دست مبارک کو لیا اور اپنے چہرہ پر رکھا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا، اور

مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (ابن کثیر)

منیٰ کو روانگی

۸ ذی الحجہ جمعرات کے دن یوم ترویہ کو جس کو "یوم زینت" اور "یوم منیٰ" بھی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ابطح میں ادا فرمائی اور ایک خطبہ پڑھا جس میں لوگوں کو مناسک حج تعلیم اور تلقین فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ میدان ابطح میں پڑھا۔ شاید اس لیے کہ مسجد حرام اس وقت بہت چھوٹی تھی اس قدر کثیر مجمع اس میں نہ سما سکتا تھا اور پیش نظر امت کی تعلیم وتلقین تھی۔ اور ہر ایک کو شعائر اسلام اور مناسک حج بتلانے اور سکھلانے تھے، جو لوگ احرام سے حلال ہو چکے تھے۔ انھوں نے حج کا احرام باندھا۔ اور زوال سے پہلے یا زوال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہو کر منیٰ کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرمی اور سورج کی وجہ سے سایہ کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ پہونچ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی اور رات کو قیام فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشا، فجر ادا فرمائیں پھر عرفات کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ بعض صحابہ اس وقت تکبیر پڑھ رہے تھے اور بعض تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو منع نہیں

فرمایا اس لیے کہ مقصود ذکر اور تسبیح و تحمید میں مشغولیت ہو جو تکبیر اور تلبیہ دونوں صورت میں حاصل ہے، اگرچہ تلبیہ پڑھنا ان ایام میں افضل اور اعلیٰ ہے اس لیے کہ یہ اس زمانے کا مخصوص ذکر اور ورد ہے جو دوسرے زمانہ اور دوسرے مقام پر ادا نہیں ہو سکتا۔

عرفات کو روانگی اور وقوف عرفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ذی الحجہ یوم جمعہ کو نماز فجر منیٰ میں ادا فرمائی، پھر جب آفتاب طلوع ہو گیا تو وہاں سے عرفات کی جانب روانہ ہوئے ایک بالوں کا بنا ہوا قبہ ہمراہ تھا، آپ نے حکم فرمایا کہ اس کو موضع نمرہ پر نصب کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے روانہ ہو کر سیدھے عرفات تشریف لے گئے، وہ بالوں کا بنا ہوا قبہ موضع نمرہ پر نصب کیا ہوا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا جب آفتاب ڈھل گیا تو قصواء اونٹنی کی تیاری کا حکم صادر فرمایا اونٹنی کو تیار کر کے اس پر زین رکھ کر لایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لے گئے اور اونٹنی پر سواری کی حالت میں اس کو کھڑا کر کے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں اسلام کے اصول اور قواعد کی تلقین فرمائی اور کفر و شرک اور تمام رسومات جاہلیت کو ملیامیٹ فرمایا اور تمام اہم ذمہ داریوں کی جانب مخلوق کو متوجہ فرمایا، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر دو رکعت ادا فرمائی

پھر حضرت بلال رضؓ نے دوبارہ اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر دو رکعت ادا فرمائی۔ ان دونوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لے گئے جو موقف حج ہے اور جبل رحمت کے دامن میں جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر پڑے ہیں قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا اور تسبیح و تحمید میں مشغول ہو گئے اور غروب آفتاب تک اسی طرح اونٹنی پر سوار کھڑے رہے اور مختلف دعائیں پڑھتے رہے، جب آفتاب غروب ہو گیا تو عرفات سے مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے۔

صحابہ میں شک پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہے یا نہیں، بعض سمجھتے تھے کہ روزہ ہے اور بعض سمجھتے تھے کہ روزہ نہیں ہے۔ حضرت ام فضل بنت حارث نے اس شک کو دور کرنے اور حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ میں دودھ بھیجا۔ آپ اس وقت موقف پر اونٹنی پر کھڑے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے اس دودھ کو نوش فرمایا اور لوگوں کا شک دور ہو گیا اور حقیقت حال واضح ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے عرفات میں یوم عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا:۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور حضور اقدسؐ نے عرفات میں روزہ نہیں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضؓ کے ساتھ حج کیا انھوں نے بھی روزہ نہیں رکھا۔ پھر حضرت عمر رضؓ کے ساتھ حج کیا انھوں نے

بھی روزہ نہیں رکھا اور میں بھی عرفات میں روزہ نہیں رکھتا، اور نہ روزہ کا حکم کرتا ہوں اور نہ روزہ سے منع کرتا ہوں۔"

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ کے روزہ سے منع فرمایا ہو۔"

بات یہ ہے کہ عرفہ کا دن دعا اور اذکار کا دن ہے تضرّع اور زاری کا دن ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک مسلسل ایک حالت پر کھڑے رہے اور دعا اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہے اور یہ اس دن کا خصوصی مشغلہ ہے اور حج کا اصلی شعار ہے روزہ کی وجہ سے چونکہ اس میں کمی اور کوتاہی کا اندیشہ ہے اس لیے عرفہ کے دن عرفات میں روزہ نہ رکھنا افضل اور اولیٰ ہو۔ اور عرفات کے علاوہ میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب اور مستحسن ہے۔

حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ ایک یہودی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ اپنی کتاب یعنی قرآن میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس روز عید منایا کرتے اور اظہار مسرت کرتے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "وہ کون سی آیت ہے؟"

یہودی نے عرض کیا۔ "یہ آیت ہے"

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ — آج کامل کردیا میں نے تمھارے لیے

وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

تمھارے دین کو، اور پورا کر دیا تم پر اپنی نعمت کو، اور پسند کر لیا تمھارے لیے دین اسلام کو۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"واللہ میں جانتا ہوں یہ آیت کس دن اور کس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوئی، یہ آیۃ عرفہ کی شام کو جمعہ کے دن نازل ہوئی" (ابن کثیر از صحیحین)

یعنی جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ ازل سے مسلمانوں کے لیے جشن اور عید اور بارگاہ رب العزت میں حضوری کا دن مقرر ہوا اور ہم اس کی خوشی ہفتہ وار بھی مناتے ہیں اس لیے کہ جمعہ کا دن بھی مسلمانوں کے لیے بمنزلہ عید ہے۔

عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

پہلے معلوم ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں نماز ظہر و عصر سے پہلے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا، اس خطبہ کے مختلف اجزا مختلف صحابۂ کرام سے منقول ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں ارشاد فرمایا

اِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا

بیشک تمھاری جان اور مال تم پر ایسی ہی حرام ہے جیسا تمھارے اس دن کی حرمت

فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا
الا انّ کلّ شئ من امر الجاهلیة
موضوع تحت قدمیّ
ودماء الجاهلیة موضوعة
واول دم اضعه من دمائنا
دم ابن ربیعة بن الحارث
وکان مسترضعاً
فی بنی سعد فقتلته
هذیل ۔ وربا الجاهلیة
موضوع واول ربًا اضع
من ربانا ربا العباس
بن عبد المطلب فانه
موضوع کلّه ۔ واتقوا الله فی
النساء فانکم اخذتموهنّ
بامانة الله واستحللتم
فروجهنّ بکلمة الله ۔ و
لکم علیهنّ ان لا یوطئنّ

تمھارے اس مہینہ میں۔ تمھارے اس
شہر میں۔ خبردار رسوم جاہلیت
کی ہر بات میرے قدموں تلے کچلی ہوئی
ہے (اور ہمیشہ کے لیے ختم ہے) زمانہ
جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیے
گئے اور پہلا خون جس کو اپنے خونوں
میں سے میں معاف کرتا ہوں وہ ابن
ربیعہ کا خون ہے جو بنو سعد میں دودھ
پیتا تھا اور قبیلہ ہذیل نے اس کو قتل
کیا تھا، اور زمانہ جاہلیت کے تمام
سودی معاملات ختم کر دیے گئے اور پہلا
سود جسکو میں ختم کرتا ہوں عباس بن عبد المطلب کا
سود ہے جو سب کا سب معاف ہے، اور ڈرو تم
اللہ سے عورتوں کے بارے میں کہ تم نے انکو اللہ کی
امانت بنا کر لیا ہو اور اللہ کے حکم اور نام سے
ان کی شرمگاہوں کو حلال بنایا ہے۔ تمھارا ان
پر یہ حق ہو کہ تمھارے فراش پر کسی کو نہ بٹھائیں

فرشکم احداً تکرھونہ فان فعلن ذالك فاضربوھن ضرباً غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف۔ وقد ترکت فیکم مالن تضلوا بعدی ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وانتم تسالون عنی فما انتم قائلون؟

جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو مارو ہلکی سی مار اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ ان کو دستور اور حیثیت کے مطابق روٹی اور کپڑا دو۔ اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر میرے بعد تم اس پر قائم رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ "کتاب اللہ" ہے۔ اور تمہارے سے میرے متعلق سوال ہوگا۔ تم اس وقت کیا کہو گے؟"

صحابۂ کرام نے عرض کیا:۔

"ہم اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ نے ہم تک اللہ کے دین کو پہونچایا اور پہونچانے کا پورا حق ادا کردیا اور پوری طرح سے نصیحت فرمائی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی جانب اُٹھایا پھر مجمع کی طرف لائے اور تین بار ارشاد فرمایا:۔

اللّٰھم اشھد، اللّٰھم اشھد اللّٰھم اشھد، (تاریخ ابن کثیر)

الٰہی تو گواہ رہ، الٰہی تو گواہ رہ، الٰہی تو گواہ رہ۔

حضرت عمرو بن خارجہ فرماتے ہیں کہ "مجھے عتاب بن عابس نے ایک ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ عرفہ میں کھڑے ہوئے تھے میں پہونچا اور آپ کی اونٹنی کے اتنا قریب کھڑا ہوا کہ اس کا لعاب میرے سر پر گر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔

یا ایہا الناس ان اللہ ادّی الی کل ذی حق حقہ وانہ لا یجوز وصیۃ لوارث والولد للفراش وللعاہر الحجر ومن ادعی الی غیر ابیہ او تولّی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین، لا یقبل اللہ لہ صرفا ولا عدلاً

(ابن کثیر عن الترمذی والنسائی)

لوگو اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کا حق ادا کر دیا ہے اور وارث کے لیے وصیت جائز نہیں، اور اولاد صاحب فراش کی ہے اور زانی کے لیے سنگ ساری اور جو شخص اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی جانب منسوب کرے، یا دوسرے کا ولی اپنے کو بتلائے اس پر اللہ کی اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو نہ اس کی فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفل۔

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے خطبہ میں محرم کے متعلق ارشاد فرمایا۔

من لم یجد النعلین فلیلبس الخفین

جو شخص نعلین نہ پائے وہ خفین پہن لے اور

ومن لم یجد ازاراً فلیلبس السراویل (ابن کثیر عن الصحیحین)

جو شخص ازار نہ پائے وہ پاجامہ پہن لے۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ پڑھا۔ حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا:-

اما بعد فان اهل الشرك والاوثان یدفعون من ههنا عند غروب الشمس حتی تکون الشمس علی رؤس الجبال مثل عمائم الرجال علی رؤسها وکانوا یدفعون من المشعر الحرام عند طلوع الشمس علی روس الجبال مثل عمائم الرجال علی رؤسها۔ هدینا مخالف لهدیهم۔ (ابن کثیر عن البیهقی)

بعد حمد وثنا۔ اہل شرک اور بت پرست یہاں سے غروب آفتاب کے وقت روانہ ہوتے تھے جب سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اتنا ظاہر ہوتا تھا جتنا لوگوں کے عمامے ان کے سروں پہ۔ اور مشعر حرام سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اتنا ظاہر ہوجاتا۔ جیسا عمامے سروں پر، ہمارا طریقہ ان کے طریقہ کے خلاف ہو۔"

یعنی کفار ومشرکین چونکہ غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے روانہ ہوتے تھے اس لیے مسلمانوں کو غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی مخالفت ہوجائے اور کفار ومشرکین چوں کہ مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد روانہ ہوتے تھے اس لیے مسلمانوں کو طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہونا

ضروری ہے تاکہ ان کے رواج کی مخالفت ہو جائے۔

عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"عرفات میں خطبہ کے وقت ایک شخص مقرر تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات اور ارشادات کو چیخ چیخ کر بلند آواز سے لوگوں تک پہونچا رہا تھا اور ان کا نام ربیعہ بن اُمیہ بن خلف تھا۔ (ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں چند امور تلقین فرمائے جو زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی ہیں۔

۱۔ مسلمان کے جان و مال عزت و آبرو کی عظمت و حرمت کو نمایاں اور متعین فرمایا۔

۲۔ تمام رسوم جاہلیت اور اطوار کفر و شرک کا بالکلیہ ہمیشہ کے لیے انسداد اور انہدام فرمایا۔

۳۔ ان تمام امور کو ختم فرمایا جو انسان کے جانی اور مالی نقصان کا ذریعہ تھے اور تباہ کن تھے جن میں سے ایک خون کے عوض ناحق دوسروں کا خون بہانا تھا اور سود در سود کی وجہ سے دوسروں کو اپنے نفع کی خاطر تباہ و برباد کرنا ہے۔ اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کو اپنے خاندان سے ختم فرمایا۔

۴۔ معاشرت کی اصلاح فرمائی اور زوجین کے حقوق کو مقرر فرمایا اور دیگر تمام حقوق کی ادائیگی کی تاکید اور اہمیت کو بیان فرمایا۔

۵۔ انسان کی صلاحیت اور ہدایت کا معیار کتاب اللہ کو قرار دیا۔ جو قوم کتاب اللہ کی رہنمائی میں زندگی گزارے گی وہ کبھی گم گشتہ راہ نہ ہوگی۔

عرفات کی دعائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک دعا اور ذکر اللہ میں مشغول رہے، ان اذکار اور ادعیہ میں سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی عرفہ کی شام میں یہ دعا ہے":۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ	نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا یکتا ہے
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ	کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ	کیلئے تعریف ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن زیادہ تر یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "عرفہ کی افضل و اعلیٰ دعا یہ ہے، اور میں نے اور مجھ سے پہلے

انبیاء نے جو دعائیں عرفات میں کیں ان میں سب سے بہتر ہے۔" (ابن کثیر)

(۲) حضرت زبیر بن عوام فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۭ	گواہی دی اللہ نے اس بات کی نہیں کوئی معبود مگر وہ اور فرشتوں نے اور اہل علم نے جو انصاف پر قائم ہیں۔ نہیں کوئی معبود مگر وہ عزت والا ہو اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ يَا رَبِّ (ابن کثیر عن احمد)	(اور میں بھی اس پر گواہوں سے ہوں اے پروردگار)

(۳) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں موقف پر زیادہ تر اس دعا کو پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ ۔ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ	الٰہی تیرے لیے تعریف ہے جیسا کہ ہم کہہ سکتے ہیں اور اس سے بھی بہتر الٰہی تیرے ہی لیے میری نماز ہے اور میرے مناسک ہیں اور میری زندگی ہے اور میری موت ہے، اور تیرے ہی لیے

الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ مِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيْحُ
(ابن کثیر عن الترمذی)

پروردگار میرا بس اندوختہ ہو۔ پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے عذاب قبر سے اور دل کے وسوسوں سے اور پریشاں حالی سے۔ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر سے جسکو ہوا لیے پھرتی ہے۔

(۴) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'عرفہ کے دن میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی بیشتر یہ دعا رہی ہے:-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، یکتا ہو کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہو اور وہ ہر چیز پر قادر ہو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا ۝

الٰہی کردے میری آنکھوں کو پُر نور اور میرے کانوں کو پُر نور اور میرے دل کو پُر نور۔

اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ

الٰہی کھول دے میرا سینہ حق کے لیے اور آسان کردے مجھ پر میرے کام

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ

الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دل کے وسوسوں سے اور پریشاں حالی سے اور فتنہ قبر کے شر سے اور ہر اس شر سے جو دن میں

فِى اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِى النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ (ابن کثیر عن البیہقی)

یا رات میں داخل ہوتی ہے اور ہر اس شر سے جس کو ہوا لیے پھرتی ہے اور زمانہ کے حوادث کی شر سے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو دعائیں مانگیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِىْ وَتَرٰى مَكَانِىْ وَتَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِىْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِىْ اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ

الٰہی تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے، اور تجھ پر میرا کوئی کام پوشیدہ نہیں، میں سخت محتاج ہوں، فقیر ہوں، فریادی ہوں خائف ہوں، خیر کا حریص ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف و اقرار کر رہا ہوں تجھ سے مسکینوں کی طرح مانگتا ہوں اور تیری جانب ذلیلوں کی طرح تضرع و زاری کرتا ہوں اور تجھے پکارتا ہوں اس خوف زدہ نابینا کی طرح جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور تیرے لیے اس کے آنسو

لَكَ اَنْفُهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَكُنْ بِيْ رَؤُفًا رَّحِيْمًا يَاخَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ يَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ (ابن کثیر عن الطبرانی)

جاری ہیں۔ اور تیرے سامنے اس کا جسم ذلیل ہے اور اس کی ناک خاک آلود ہے الٰہی پروردگار مجھے میری پکار اور دعا میں محروم نہ کر اور مجھ پر رافت و رحمت فرما۔ اے بہترین مسئول اور اے بہترین معطی۔

"عرفات سے روانگی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبل رحمت پر غروب آفتاب تک اذکار اور ادعیہ میں مشغول رہے، جب آفتاب غروب ہوگیا اور سورج کی ٹکیہ غائب ہوگئی تو حضرت اسامہ کو اپنا ردیف بنایا اور اپنے اونٹ پر بٹھایا اور مزدلفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی قصواء کی لگام کو اس قدر کھینچ رکھا تھا کہ اس کا سر کاٹھی سے ملا ہوا تھا اور دستِ مبارک سے اشارہ فرما رہے تھے۔

یاایھا الناس السکینۃ السکینۃ

(لوگو! سکون و اطمینان، سکون و اطمینان اختیار کرو)

جب کوئی پہاڑی سامنے آتی تو لگام کو ذرا ڈھیلا کر دیتے تاکہ اس پر آسانی سے چڑھ جائے، اسی طرح مزدلفہ پہونچے وہاں مغرب و عشاء ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا فرمائی، اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی

سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی۔ (مسلم عن جابر)

دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازوں کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ادا فرمایا اور حنفیہ کے نزدیک یہی راجح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے روانہ ہوئے تو لوگوں نے بھی اپنی سواریوں کو مارنا اور دوڑانا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی سے جو آپکے دست مبارک میں تھی اشارہ کیا اور فرمایا۔ "لوگوں سکون و وقار اختیار کرو، سواری کو دوڑانے میں کوئی نیکی اور خوبی نہیں۔" (ابن کثیر از بخاری)

حضرت اسامہ فرماتے ہیں:۔

"مزدلفہ پہونچنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کے قریب ایک گھاٹی میں سواری کو بٹھا کر پیشاب کیا۔ میں نے پانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دھلوائے۔ آپنے پورا وضو نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا۔ نماز؟ آپنے ارشاد فرمایا۔ نماز آگے چل کر پڑھیں گے۔ پھر مزدلفہ پہونچ کر پورا وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی۔"

(ابن کثیر)

مزدلفہ کا وقوف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور اقامت کے ساتھ مزدلفہ میں ادا فرمائی اور رات کو آرام فرمایا، جب طلوع فجر ہو گئی تو اول وقت ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی۔

حضرت عروہ بن مضرس الطائی رضی اللہ عنہ اس نماز میں آکر شریک ہوئے بعد نماز بارگاہِ نبوی میں عرض کیا۔ "یا رسول اللہ میں "جبل طی" سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میں نے اپنی جان کو تھکا دیا اور اپنی سواری کو دُبلا کر دیا اور جو بھی پہاڑ مجھے راستہ میں ملا اس پر وقوف کیا تو کیا میرا حج ہو گیا؟"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے یہ نماز (یعنی نماز فجر) ہمارے ساتھ مزدلفہ میں پڑھی اور ہمارے ساتھ یہاں ٹھہرا۔ جب تک یہاں سے کوچ ہو اور اس سے پہلے عرفات میں دن یا رات میں ٹھہرا۔ اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا مقصود پا لیا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہو کر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام پر پہونچے اور قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دُعا اور تکبیر اور تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ جیسا کہ حکم خداوندی ہے:۔

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ — پس جب تم عرفات سے روانہ ہو تو اللہ کا

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔ ذکر کرو مشعر حرام کے پاس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک مشعر حرام پر دعا اور ذکر میں مشغول رہے جب خوب اُجالا ہو گیا تو آفتاب طلوع ہونے سے قبل وہاں سے روانہ ہوئے اور حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنا ردیف بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی محسّر پہونچے تو رمی کی کنکریوں کو وہاں سے اٹھایا اور وادی محسر کو تیز رفتاری سے قطع فرمایا، جب وادی محسر گذر گئی تو پھر اسی طرح اپنی سابقہ رفتار پر چلے اور برابر تلبیہ پڑھتے رہے۔ منیٰ پہونچ کر صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کی اور تلبیہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ (ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض گھر والوں کو اپنے سامنے ہی رات میں لوگوں کی روانگی سے قبل مزدلفہ سے منیٰ بھیج دیا تھا۔ انہی میں حضرت ابن عباسؓ بھی تھے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض گھر والوں کو جو ضعیف اور کمزور تھے ان کو رات ہی کو مزدلفہ سے روانہ کر دیا تھا اور حکم فرما دیا تھا کہ طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہ کرنا۔

(ابن کثیر)

ان پہلے جانے والوں میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مزدلفہ سے روانہ ہوئیں۔ (ابن کثیر)

جمرہ عقبہ کی رمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوکر درمیانی راستہ سے جو جمرۂ کبریٰ پر نکلتا ہے جمرۂ عقبیٰ پر پہونچے اور نشیب کی جانب کھڑے ہوکر اس پر سات کنکریاں جو چنے کے برابر تھیں پھینکیں۔ ہر کنکری پھینکتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَر فرماتے تھے۔ پھر تلبیہ پڑھنا موقوف کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی کے وقت سواری پر سوار رہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سواری کی باگ تھامے ہوئے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کپڑے سے آپ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ نہ اس وقت لوگوں کو ہٹانا اور دھکے دینا تھا اور نہ ہٹو اور بچو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز رمی زوال سے قبل چاشت کے وقت فرمائی اور باقی ایام میں زوال کے بعد رمی جمرات فرمائی۔ (ابن کثیر)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ یوم نحر میں جمرہ کی رمی فرما رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے

لتاخذ وا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ۔ تمہیں چاہیے کہ اپنے مناسک حج کو اخذ کرلو، میں نہیں جانتا شاید میں اس حج کے بعد پھر حج نہ کرسکوں۔" (ابن کثیر عن مسلم)

قربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی فرما کر مذبح میں تشریف لے گئے

اور اپنے دستِ مبارک سے قربانی کے ترسیٹھ جانور ذبح فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بھی اس وقت ترسیٹھ سال تھی، شاید اسی مناسبت سے آپ نے ترسیٹھ کو اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمایا۔ باقی کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم فرمایا۔ انھوں نے باقی جانوروں کو ذبح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں کی مجموعی تعداد سو تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی میں حضرت علی رض کو اپنا شریک فرمایا۔ اور ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر اس کو ایک دیگچی میں پکوایا۔ جب وہ پک کر تیار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رض نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربہ نوش فرمایا (ابن کثیر)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی پر مجھے مقرر فرمایا اور حکم فرمایا کہ ان سب کا گوشت اور کھالیں اور جھولیں صدقہ کر دوں اور گوشت بنانے والے کو اس میں سے (بنانے کے حساب میں) کچھ نہ دوں گوشت بنانے والے کو ہم اپنے پاس سے اجرت دیتے تھے۔

(ابن کثیر از صحیحین)

چنانچہ یہ تمام گوشت اور ان جانوروں کی کھالیں اور جھولیں لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو اول جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی پھر قربانی کے جانوروں کو ذبح

فرمایا، پھر سر مبارک کا حلق فرمایا۔"
(ابن کثیر از احمد)

سر مبارک کا حلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی سے فارغ ہو کر سر مبارک کا حلق کرایا اور اکثر صحابہ کرام نے بھی اپنے سروں کو منڈوایا۔ اور بعض صحابۂ کرام نے بال کتروائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈوانے والوں کے لیئے تین مرتبہ دعا کی، چوتھی مرتبہ بال کتروانے والوں کو بھی ان کے ساتھ دعا میں شریک فرمایا۔

(ابن کثیر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاق کو حکم فرمایا "لے" اور داہنی جانب اشارہ فرمایا پھر بائیں جانب ——— اسکے بعد ان بالوں کو صحابۂ کرام کو عطا فرمایا۔" (ابن کثیر از مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ :-

"جب دائیں جانب کا حلق ہو گیا تو آپ نے اس کو ایک ایک دو دو بال تمام صحابہ میں تقسیم فرما دیئے اور بائیں جانب کے تمام بال حضرت ابو طلحہ کو عطا فرمائے۔"

اور ایک روایت میں ہے :-

"داہنی جانب کے بال حضرت ابو طلحہ کو بخشش ہوئے، پھر بائیں

جانب کے بال ان کو دیے اور حکم فرمایا کہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔"

(ابن کثیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:۔

" جب حلاق بال مبارک مونڈ رہا تھا میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا، صحابہ آپ کے چوگرد پھر رہے تھے تاکہ جو بال مبارک گرے وہ کسی کے ہاتھ میں گرے یعنی صحابۂ کرام کی کوشش تھی کہ زمین پر کوئی بال نہ گرنے پائے اور ہاتھوں میں رہے۔"

(ابن کثیر از احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق سے فارغ ہونے کے بعد احرام کے کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے زیب تن فرمائے اور خوشبو لگائی۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ پہونچ کر طواف افاضہ ادا فرمایا۔"

(ابن کثیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں:۔

" رمی جمرہ کے بعد تم ہر اس شے سے حلال ہو گئے جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ سوائے عورتوں کے کہ وہ طواف کے بعد حلال ہوں گی۔"

ایک شخص نے عرض کیا۔ 'ابو العباس اور خوشبو سے بھی؟"

فرمایا۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سر مبارک پر مشک لگا رکھا تھا۔ مشک خوشبو ہے یا نہیں؟" (ابن کثیر)

(جمرہ عقبہ کی رمی اور سر کے حلق یا قصر کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھیں وہ سب حلال ہو جاتی ہیں۔ سر ڈھک سکتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہن سکتا ہے۔ البتہ عورت کے ساتھ مباشرت طواف زیارت سے فراغت کے بعد حلال ہوگی)

طواف افاضہ

اس طواف کو "طواف زیارت" بھی کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ اور قربانی اور حلق سے فارغ ہو کر اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور اسی اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کیا آپ کے دست مبارک میں ایک چھوٹی سی لکڑی تھی اس سے آپ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔ طواف سے فارغ ہو کر سقایہ (پانی پلانے کی جگہ) پر تشریف لے گئے اور پانی طلب فرمایا۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ "فضل اپنی ماں کے پاس جاؤ اور وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شربت لاؤ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اسی میں پلا دو"۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ لوگ اس میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں ہم آپ کے لیے گھر سے منگواتے ہیں"۔ ارشاد فرمایا۔ "مجھے اس کی ضرورت نہیں، یہیں سے پلاؤ جہاں سے دوسرے لوگ پیتے ہیں۔" چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس میں سے نبیذ

کھجور کا شربت پیش کی گئی اور آپ نے اس کو نوش فرمایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم پر تشریف لائے۔ بنو عبد المطلب زمزم کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کرتے رہو تم بہت اچھا کام کر رہے ہو۔" پھر ارشاد فرمایا "اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ (میرے اتباع کی وجہ سے) تم پر غالب آجائیں گے اور تمھیں نہ کھینچنے دیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے زمزم کھینچتا اور رسی کو اس جگہ رکھتا۔" اور اپنے مونڈھے کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ابن کثیر)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زمزم پیش کیا، آپ نے اس کو کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ اس میں سے اپنے اوپر بھی ڈالا۔ (ابن کثیر)

حضرت جابر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے ثابت ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی۔ پھر بعد نماز ظہر منیٰ واپس تشریف لے گئے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ واپس پہونچ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کے بعد صفا اور مروہ کے

درمیان سعی فرمائی یا نہیں فرمائی۔ اس کے متعلق صحابہؓ کرام سے مختلف روایات ثابت ہیں۔ اسی لیے آئمہ فقہ میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کے درمیان ایک سعی فرمائی۔" (ابن کثیر از مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نے ایک مرتبہ عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی میں حج کی نیت کر کے قارن ہو گئے اور حج وعمرہ کے لیے ایک سعی کی اور فرمایا۔ "ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے۔"

(ابن کثیر از بخاری)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان ایک مرتبہ سعی فرمائی اور اس وقت سعی نہیں کی یہی دیگر آئمہ کا قول ہے کہ قارن کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا یعنی قران کیا اور ان کے لیے دو طواف اور دو سعی کی اور فرمایا:۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔" (ابن کثیر از بیہقی و دار قطنی و نسائی)

امیر المومنین حضرت علی رضؓ کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طواف اور دو سعی فرمائی، ایک طواف اور ایک سعی

عمرہ کی اور ایک طواف اور ایک سعی حج کی۔ اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے کہ قارن کے لیے دو طواف اور دو سعی ہیں۔

ایام نحر کا خطبہ

ایام نحر میں منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عظیم الشان خطبے پڑھے۔ پہلا خطبہ یوم نحر میں پڑھا جس کے متعلق صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ اس خطبہ نے ہمارے کانوں کو کھول دیا اور دلوں کو متوجہ کر دیا۔ اس خطبہ کے مختلف اجزاء مختلف روایات میں منقول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر میں خطبہ پڑھا اور فرمایا:۔

ایّھا الناس ایّ یوم ھٰذا؟	لوگو یہ کون سا دن ہے؟
قالوا یوم حرام	عرض کیا باحرمت دن ہے۔
قال فایّ بلد ھٰذا؟	فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟
قالوا بلد حرام۔	عرض کیا باحرمت شہر ہے۔
قال فایّ شھر ھٰذا؟	فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟
قالوا شھر حرام	عرض کیا باحرمت مہینہ ہے۔
قال فانّ دمائکم واموالکم و	ارشاد فرمایا تمھارے جان اور مال
اعراضکم علیکم حرام کحرمۃ	اور آبرو تم پر ایسے ہی باحرمت ہیں جیسا

يومكم هذا فى بلدكم هذا فى شهركم هذا۔ قال فاعادها مرارًا ثم رفع راسه فقال اللهم قد بلغت۔ اللهم قد بلغت فليبلغ الشاهد الغائب لا ترجعوا بعدى كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض (ابن کثیر از بخاری)

تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور اس مہینہ میں۔ اس کو بار بار فرمایا۔ پھر سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا اور فرمایا۔ الٰہی میں پہونچا چکا۔ الٰہی میں پہونچا چکا۔ پس حاضر غائب تک پہونچا دے۔ تم میرے بعد منکر نہ ہو جانا کہ بعض بعض کی گردنیں مارنے لگے۔

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج وداع کیا۔ میں نے اسامہ اور بلال کو دیکھا ایک ان میں سے رسول اللہ کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھا اور دوسرا کپڑے سے آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی اور خطبہ پڑھا جس میں حمد وثنا کے بعد بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں میں نے آپ سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے۔

ان امّر عليكم عبد مجدع يقودكم بكتاب الله فاسمعوا له واطيعوا (ابن کثیر از نسائی و مسلم)

اگر تم پر غلام نکٹا امیر بنا دیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے موافق چلائے تو اس کی سنو اور فرماں برداری کرو۔"

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سُنا آپ اس دن "جدعاء"عـہ پر سوار تھے اور اپنے دونوں پیروں کو رکاب میں رکھ کر کھڑے تھے تاکہ بلند ہو جائیں اور لوگ خطبہ سُن لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا:۔ الا تسمعون؟ (کیا تم سُن نہیں رہے ہو؟) ایک شخص نے مجمع میں سے عرض کیا۔ 'یا رسول اللہ آپ ہم سے کیا عہد لے رہے ہیں؟' ارشاد فرمایا:۔

اعبدوا ربکم وصلوا خمسکم واطیعوا اذا امرتم تدخلوا جنۃ ربکم

(ابن کثیر از ابی داؤد)

بندگی کرو اپنے پروردگار کی، اور پڑھو اپنی پانچوں نمازیں اور اطاعت کرو۔ جب کوئی حکم کیا جائے داخل ہو جاؤ گے اپنے پروردگار کی جنت میں۔"

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوامامہ باہلی نے فرمایا:۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث الولد للفراش وللعاھر

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق عطا کر دیا ہے۔ پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں، اولاد صاحب فراش

عـہ نام سواری ہے۔

الحجر وحسابهم على الله
ومن ادعى الى غير ابيه
وانتمى الى غير مواليه
فعليه لعنة الله التابعة
الى يوم القيمة لاتنفق
امرأة من بيتها الا
باذن زوجها العارية
مؤداة والمنحة مردودة
والدين مقضى والزعيم
غارم -

کی ہے اور دوسرے مدعی کے لیے سنگساری۔ اور ان کا معاملہ اور محاسبہ اللہ کے حوالے۔ اور جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کی جانب اپنے کو منسوب کرے یا دوسرے کا مولی ظاہر کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو متواتر قیامت تک۔ عورت اپنے گھر سے بلا اجازت خاوند خرچ نہ کرے امانت واپس کی جائے گی اور عطیہ کا بدلہ دیا جائے گا اور قرض ادا کیا جائے گا اور کفیل دیندار ہوگا۔

کسی نے دریافت کیا۔ "یا رسول اللہ عورت کھانا بھی خرچ نہیں کر سکتی؟" ارشاد فرمایا۔ "کھانا تو افضل اموال ہے۔" (ابن کثیر)

دوسرا خطبہ اگلے دن اوسط ایام تشریق میں پڑھا۔ حضرت ابوحرۃ الرقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ "میں اوسط ایام تشریق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھا اور لوگوں کو ہٹا رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:۔

ایها الناس أتدرون فی

لوگو۔ کیا جانتے ہو تم کون سے مہینہ میں ہو

ای شھر انتم وفی ای یوم
انتم وفی ای بلد انتم ؟
قالوا فی یوم حرام وشھر
حرام وبلد حرام
قال فان دمائکم واموالکم و
اعراضکم علیکم حرام کحرمۃ
یومکم ھذا فی شھرکم ھذا
فی بلدکم ھذا الی ان
تلقونہ
ثمّ قال اسمعوا منیّ
تعیشوا الا لا تظلموا الا لا تظلموا
الا لا تظلموا انہ لا یحلّ
مال امرئ مسلم الا بطیب
نفس منہ الا وان کل
دم ومال وماثرۃ کانت
فی الجاھلیۃ تحت
قدمی ھذہ الی یوم

اور کون سے دن میں ہو اور کون سے
شہر میں ہو؟
عرض کیا باحرمت دن میں اور باحرمت
مہینہ میں اور باحرمت شہر میں۔
ارشاد فرمایا۔ تمھارے جان اور مال
اور آبرو تمھارے لیے ایسے ہی باحرمت
ہیں جیسا تمھارے اس دن کی حرمت
تمھارے اس شہر میں جب تک بھی تم اللہ
کے یہاں پہونچو (یعنی قیامت تک)
پھر ارشاد فرمایا۔ مجھ سے سنو۔ (اور
اطاعت کرو) عیش میں رہو گے خبردار
ظلم مت کرو۔ خبردار ظلم مت کرو۔ خبردار
ظلم مت کرو۔ مسلمان آدمی کا مال بغیر
اس کی رضامندی اور خوشی کے حلال
نہیں، خبردار رہو جو خون اور مال اور
رسم کہ زمانۂ جاہلیت میں تھی میرے قدموں
تلے ہے اور قیامت تک کے لیے ختم ہے

القيامة وان اول دم
يوضع دم ابن ربيعة بن
الحارث بن عبد المطلب
كان مسترضعاً فى بنى سعد
فقتلته هذيل الا انّ كلّ
ربا فى الجاهلية موضوع . و
انّ الله تعالى قضى انّ اول ربا
يوضع ربا عمّى العباس لكم رؤوس
اموالكم لا تظلمون ولا تظلمون الا
وانّ الزمان قد استدار كهيئته
يوم خلق الله السموت والارض
ثم قرء انّ عِدَّةَ الشهور عِندَ الله
اثنا عشر شهراً فى كتاب الله يوم
خلق السموت والارض منها اربعة
حُرُمٌ ـ ذٰلِكَ الدِّينُ القَيِّمُ فَلَا
تَظْلِمُوا فِيهِنَّ اَنفُسَكُم
الا لا ترجعوا بعدى كفاراً تضرب

اور پہلا خون جو معاف کیا جاتا ہے ابن
ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا
خون ہے جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا
اور اس کو قبیلہ ہذیل نے قتل کیا تھا۔
خبردار ہو جو سودی معاملات کہ زمانۂ
جاہلیت میں تھے وہ سب ختم ہیں۔ اور
اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ پہلا سود جس کو
ختم کیا جائے وہ میرے چچا عباس کا
سود ہے۔ تمہارے لیے تمہارا اصلی مال
ہے اور سود معاف نہ تم ظلم کرو اور نہ تم
پر ظلم کیا جائے۔ خبردار رہو زمانہ اپنی اصلی ہیئت
پر جس دن اللہ نے زمین و آسمان بنایا تھا اس کے
موافق ہو گیا اور لوگوں نے جو ردوبدل اور مہینوں
کو آگے پیچھے کر رکھا تھا وہ نہیں رہا۔ پھر یہ آیت
تلاوت فرمائی :- اِنّ عِدَّةَ الشُّهُور
الآية۔

خبردار رہو۔ میرے بعد منکر نہ ہو جانا کہ

بعضکم رقاب بعض ۔ الا
انّ الشیطان قد یئس ان
یعبدہ المصلون ولکنہ فی
التحریش بینکم واتقوا اللہ
فی النساء فانھن عندکم عوان
لا یملکن لانفسھن شیئًا وان لھن
علیکم حقاً ولکم علیھن حق۔
لا یوطئن فرشکم احداً غیرکم
ولا یاذنّ فی بیوتکم لاحد تکرھونہ
فان خفتم نشوزھن فعظوھن و
اھجروھنّ فی المضاجع واضربوھن
ضرباً غیر مبرح ولھن
رزقھنّ وکسوتھن با
المعروف فانما اخذتموھن
بامانۃ اللہ تعالیٰ واستحللتم
فروجھنّ بکلمۃ اللہ ۔ الا
ومن کانت عندہ امانۃ

بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں ۔ خبردار
رہو شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا کہ نمازی
اس کی پرستش کریں گے ۔ لیکن وہ تمہیں آپس
میں بھڑکانے اور بھڑانے کی فکر میں ہے ۔
اور ڈرو تم اللہ سے عورتوں کے بارے
میں وہ تمہارے لیے مددگار ہیں ۔ اپنی جانوں
کو تمہارے حوالہ کیے ہوئے ہیں ۔ ان کا تمہارے
پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق اور ان پر
تمہارا حق یہ ہو کہ تمہارے فراش پر غیر کو نہ
آنے دیں ۔ اور جسکو تم ناپسند کرتے ہو اسکو
گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں اگر تمہیں ان سے
نافرمانی کا اندیشہ ہو تو ان کو سمجھاؤ ۔ اور ان کا
بستر الگ کر دو اور ان کو ہلکی مار مارو اور
ان کا حق ہو حیثیت اور دستور کے مطابق
روٹی اور کپڑا ۔ تم نے ان کو اللہ کی امانت بنا کر
لیا ہو اور اللہ کے حکم اور نام سے انکی شرمگاہوں
کو حلال بنایا ہے ۔ خبردار رہو جسکے پاس

فلیودھا الی من ائتمنه علیها — کسی کی کوئی امانت ہو اسکو چاہیے کہ امانت رکھوانے والے کو اسکی امانت واپس کرے۔

ثم بسط یدہ وقال الاھل بلغت الاھل بلغت ثم قال لیبلغ الشاھد الغائب فانہ رب مبلغ اسعد من سامع۔ — پھر دست مبارک پھیلایا اور فرمایا خبردار میں پہونچا چکا۔ خبردار میں پہونچا چکا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ حاضر غائب تک پہونچادے بہت دفعہ جس تک بات پہونچائی گئی وہ سننے والے سے زیادہ سعادت مند اور قدر دان ہوتا ہے۔

(ابن کثیر از احمد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"سورۂ اذاجاء" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منیٰ میں اوسط ایام تشریق میں نازل ہوئی۔ حضور نے اس سے سمجھا (کہ کار نبوت و رسالت ختم ہوگیا) تو دنیا سے رخصت کا وقت آگیا۔ آپ نے قصواء اونٹنی کی تیاری کا حکم فرمایا اور اس پر سوار ہو کر جمرۂ عقبہ پر کھڑے ہوگئے جب لوگ جمع ہوگئے تو خطبہ پڑھا۔ (ابن کثیر)

منیٰ کا قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اس جگہ قیام فرمایا جہاں اب مسجد ہے اور مہاجرین کو اپنے دائیں جانب اور انصار کو اپنے بائیں جانب قیام کا حکم

فرمایا۔ باقی صحابہ کرام نے ان کے گرد اگرد قیام کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ ہم آپ کے لیے منیٰ میں ایک کوٹھری بنا دیں تاکہ سایہ وغیرہ کا آرام رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں منیٰ اس کا ٹھکانا ہو جو پہلے آ جائے۔" (ابن کثیر از بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق منیٰ میں گزارے اور راتوں کو وہیں بسر فرمایا۔ ان ایام میں آپ دو رکعت قصر ادا فرماتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز تینوں جمروں کی رمی زوال کے بعد پیادہ فرماتے تھے۔ ہر جمرہ پر سات کنکری پھینکتے تھے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ ثانیہ کی رمی کے بعد ذرا ہٹ کر صاف جگہ قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا اور تضرع وزاری میں مشغول رہتے تھے اور جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وہاں نہ ٹھہرتے تھے اور نہ دعا مانگتے تھے۔ (ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمرہ پر سورہ بقرہ ختم ہونے کے بقدر کھڑے ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:۔ "ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔"

بیت اللہ کی زیارت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب تک منیٰ میں مقیم رہے۔ ہر رات کو بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

(ابن کثیر از بخاری وبیہقی)

منیٰ سے واپسی اور محصّب میں قیام

۱۳ رذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو جو ایام تشریق کا آخری دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ظہر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادی محصّب[ف] میں قیام فرمایا اور وہاں عصر، مغرب اور عشا پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز بھی محصّب میں ہی پڑھی۔ حافظ امام ابن قیم نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

امرائے مومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں واپسی کے وقت محصب میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا 'یا رسول اللہ

ف۔ یہ جگہ جنت المعلیٰ سے آگے چل کر جہاں سلطانی فوج رہتی ہے اس کے قریب سامنے پہاڑی میں ہو یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ ۱۲ منہ

ہم کل کو کس جگہ اُتریں گے؟" (یعنی منیٰ سے واپسی کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی ٹھکانا چھوڑا (یعنی ہمارے مکانات پر تو دوسروں کا قبضہ ہے)، پھر ارشاد فرمایا "ہم کل کو انشاء اللہ خیف بنی کنانہ (یعنی محصّب) میں قیام کریں گے جہاں قریش نے کفر پر حلف اٹھایا تھا، یہ اس لیے کہ بنی کنانہ نے قریش سے بنو ہاشم کے متعلق حلف لیا تھا کہ قریش بنو ہاشم سے نکاح نہ کریں اور نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں اور نہ ان کو ٹھکانہ دیں جب تک کہ بنو ہاشم رسول اللہ کو کفار قریش کے حوالے نہ کر دیں، پھر اسی وقت میں ارشاد فرمایا: "نہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔" (ابن کثیر از احمد)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ کفار قریش نے وادی محصّب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبردست سازش کی تھی اور آپ کے خلاف پر حلف نامہ لکھا تھا۔ اس لیے آپ نے وہاں قیام فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس جگہ آپ کے خلاف منصوبے بنائے جا رہے تھے وہ سارے منصوبے اور کفار کی تمام سازشیں خاک میں مل گئیں اور آپ نے اس شان و شوکت اور غلبہ و فتحمندی کے ساتھ اس جگہ پر قیام فرمایا۔ اسی وجہ سے علماء یہاں کے قیام کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

محصّب پہونچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

کو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیجا تاکہ تنعیم سے احرام باندھ کر ان کو عمرہ کی قضاء کرا دیں۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضہ عمرہ سے فارغ ہو کر واپس آ گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ بیت اللہ طواف وداع کے لیے چلیں۔
(ابن کثیر)

"طواف وداع"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحر کے وقت عمرہ سے فارغ ہو کر محصب پہونچیں۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام بیت اللہ کی جانب روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مسجد حرام میں ادا فرمائی اور نماز میں سورۂ والطور پوری پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور ملتزم (یعنی حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان) کھڑے ہو کر بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی اور اپنے جسد مبارک چہرۂ اور سینہ کو کعبہ کی دیوار سے چمٹایا اور ملتزم پر چمٹ کر بیت اللہ سے رخصت ہوئے۔ (ابن کثیر)

مکۂ مکرمہ سے روانگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اوپر کی جانب سے داخل ہوئے تھے اور نیچے کی جانب سے واپس ہوئے۔ ثنیہ علیا سے داخل ہوئے اور ثنیہ سفلی سے واپس ہوئے۔ موضع کداء سے داخل ہوئے اور موضع کدلی سے واپس ہوئے (ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عادت شریفہ یہی تھی کہ جانے اور آنے میں مختلف راستے اختیار فرماتے تھے اس وقت بیت اللہ کی عظمت اور علو شان کو ظاہر کرنے کے لیے اعلیٰ مکہ سے داخل ہوئے اور اپنی عجز و انکساری اور کعبہ کے فراق پر حزن و ملال کے اظہار کی غرض سے اسفل مکہ سے روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور موضع ذی طوی میں جو مکہ مکرمہ سے نو میل کے فاصلہ پر ہے قیام فرمایا اور رات وہاں گذاری۔

(فائدہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھ کچھ زمزم بھی لے لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے ساتھ مکہ مکرمہ سے زمزم لے جایا کرتی تھیں اور فرمایا کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ زمزم لے جایا کرتے تھے۔ (ابن کثیر از ترمذی)

مدینہ منورہ کا راستہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ مکرمہ سے روانہ ہو کر جب غدیر خم پہونچے جو ذوالحلیفہ کے قریب ایک مقام ہے تو وہاں ایک خطبہ پڑھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان فرمائے اور جو الزام یمن کے لشکریوں نے ان پر لگایا تھا اس کی تردید فرمائی۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ حج میں شرکت کی غرض سے واپس ہوئے، اور عجلت کی وجہ سے اپنے لشکر کا امیر اپنے رفقاء میں سے ایک شخص کو بنا کر خود آگے روانہ ہو گئے۔ اس شخص نے جس کو امیر بنایا تھا مالِ غنیمت کا جو کپڑا حضرت علی کے ساتھ تھا اس میں سے ہر لشکری کا ایک جوڑا تیار کرا دیا۔ جب یہ لشکر مکہ مکرمہ کے قریب پہونچا تو حضرت علی انکے خیر مقدم کے لیے مکہ کے باہر پہونچے، لشکریوں پر نئے کپڑے دیکھ کر دریافت فرمایا۔ "یہ کیا کیا؟" اس شخص نے جواب دیا۔ "میں نے ان کو نئے کپڑے بنوا دیئے تاکہ اچھی حالت میں لوگوں کے سامنے پہونچیں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کمبخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے سے پہلے کس طرح تو نے مالِ غنیمت میں تصرّف کر دیا" اور ان سب سے کپڑے اتروا کر مالِ غنیمت میں شامل کر دیے، لشکریوں کو حضرت علیؓ کا یہ فعل ناگوار گذرا اور ان میں سے بعض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت بھی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شکایت کو رفع کرنے کی غرض سے موضع غدیر خم میں لوگوں کو جمع فرمایا اور خطبہ پڑھا جس میں ارشاد فرمایا۔ "لوگو تم علی کی شکایت نہ کرو۔ اللہ کی قسم وہ اللہ کے بارے میں زیادہ سخت ہے اور ارفع و اعلیٰ ہے اس سے کہ اس کی شکایت کی جائے۔"

اور ارشاد فرمایا۔ "میں نے تم میں دو وزنی چیزوں کو چھوڑا ہے۔ کتاب اللہ اور میرا کنبہ اور اہل بیت۔ دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے ہو؟"

یہ دونوں جدا نہ ہوں گے تا وقتیکہ حوض پر میرے سامنے نہ آئیں۔" پھر ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔" پھر حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا۔ "میں جس کا ولی اور دوست ہوں یہ بھی اس کا ولی اور دوست ہے۔ الٰہی جو شخص اسے دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو شخص اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔" (ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راستہ میں منزل روحاء پر پہونچے تو رات کا وقت تھا۔ آپ نے کچھ سواروں کو دیکھ کر ان کو سلام کیا اور دریافت فرمایا "تم لوگ کون ہو؟" انھوں نے جواب دیا "ہم مسلمان ہیں اور تم کون لوگ ہو؟"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کا رسول ہوں" اس پر ایک عورت ایک چھوٹے بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا "یا رسول اللہ بچہ کا حج درست ہے؟ ارشاد فرمایا "ہاں بچہ کا حج درست ہے اور تیرے لیے بھی اس کا ثواب ہے۔" (مدارج النبوۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ذوالحلیفہ پہونچے تو رات کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کو مدینۂ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ سفر کر واپسی میں صبح کے وقت مدینۂ منورہ میں پہونچتے تھے۔
(مدارج النبوۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جب مدینۂ منورہ پر پڑی تو بارگاہ

رب العزت میں شکر و امتنان کا اظہار کیا اور تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھی:-

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، بندگی کرنے والے ہیں، اپنے رب کو سجدہ کرنے والے ہیں، اور حمد و ثنا بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔

(ابن کثیر از بخاری)

مدینۂ منورہ کا خطبہ

حضرت سہل بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع سے مدینۂ منورہ واپس پہونچے تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا، حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا:-

ایها الناس انّ ابابکر لم یسؤنی قطّ فاعرفوا ذالک له ۔ ایها الناس انی عن ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف والمهاجرین الاولین راض فاعرفوا ذالک لهم ۔ ایها الناس احفظونی فی اصحابی و اصهاری واحبابی لایطلبکم الله بمظلمة احدٍ منهم

لوگو! ابوبکر نے کبھی میرے ساتھ برائی نہیں کی۔ (یعنی ان پر کوئی وقت ایسا نہیں گزرا کہ انھوں نے آپ سے اختلاف کیا ہو) پس تم ان کے حق کو پہچانو اور اس کا حق ادا کرو۔ لوگو! میں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور مہاجرین اولین سے راضی ہوں تم ان کے اس حق کو پہچانو اور اس کا حق ادا کرو۔ لوگو! میرے اصحاب اور میرے رشتہ داروں اور میرے احباب کے آداب کی حفاظت اور نگرانی رکھو۔ اللہ تعالےٰ تم سے انہیں سے کسی کے متعلق کوتاہی کا مطالبہ فرمائے۔

ایھا الناس ارفعوا السنتکم	لوگو! اپنی زبانوں کو مسلمانوں کی برائی
عن المسلمین واذا مات	سے باز رکھو اور جب کوئی ان میں سے
احد منھم فقولوا فیہ خیراً	فوت ہو جائے تو اس کے متعلق کلمۂ خیر
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	کہو۔ ختم کرتا ہوں میں اللہ کے نام پر
(ابن کثیر عن الطبرانی)	جو رحمٰن ورحیم ہے۔

الحمد للہ سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حج مبارک کا اجمالی نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ اب حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل اور لطف وکرم سے مجھے اور آپ کو ان نقوش مبارک کے اتباع اور پیروی کی توفیق وسعادت نصیب فرمادیں۔ اللھم ارزقنا اتباعہ ومحبتہ ولا تحرمنا من شفاعتہ واجعلنا معہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ الف الف صلوٰۃ وتحیۃ برحمتک یا ارحم الراحمین